روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون 213029
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد 47-82 نمبر 3 | اتوار 24 شعبان - 1417ھ 5 صلح 1375ہش 5 جنوری 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تقویٰ اختیار کرو جو خدا کے غضب سے بچانے والا ہوتا ہے.

جو لوگ نری بیعت کر کے چاہتے ہیں کہ خدا کی گرفت سے بچ جائیں وہ غلطی کرتے ہیں ان کو نفس نے دھوکا دیا ہوا ہے۔ دیکھو طبیب جس وزن تک مریض کو دوا پلانی چاہتا ہے اگر وہ اس حد تک نہ پیوے، تو شفا کی امید رکھنی فضول ہے مثلاً وہ چاہتا ہے کہ دس تولہ استعمال کرے اور یہ صرف ایک قطرہ کافی سمجھتا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ پس اس حد تک صفائی کرو اور تقویٰ اختیار کرو جو خدا کے غضب سے بچانے والا ہوتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

انسان کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعامات کا جو اس نے انسانی تربیت اور تکمیل کے واسطے مہیا کئے ہیں۔ ان کا خیال کر کے اس کا شکریہ کرے اور غور کرے کہ اتنے قویٰ اس کو کس نے عطا کئے ہیں۔ انسان شکر کرے یا نہ کرے۔ یہ اس کی اپنی مرضی ہے۔ لیکن اگر فطرت سلیم رکھتا ہے اور سوچ کر دیکھے گا تو اس کو معلوم ہو گا کہ کیا ظاہری اور کیا باطنی ہر قسم کے قویٰ اللہ تعالیٰ ہی کے دیئے ہوئے ہیں اور اسی کے تصرف میں ہیں۔ چاہے تو ان کو شکر کی وجہ سے ترقی دے اور چاہے تو ناشکری کی وجہ سے ایک دم ضائع کر دے۔ غور کا مقام ہے کہ اگر یہ تمام قویٰ خود انسان کے اپنے اختیار اور تصرف میں ہوں تو کون ہے کہ اس کا مرنے کو جی چاہے۔ انسان کا دل دنیا کی محبت کی گرمی کی وجہ سے آخرت سے بے فکری و سرد مہری اختیار کر لیتا ہے۔ غافل انسان ایسا نادان ہے کہ اگر اس کو خدا سے پروانہ بھی آجاوے کہ تمہیں بہشت ملے گا۔ آرام ہو گا۔ اور طرح طرح کے باغ اور نہریں عطا کی جاویں گی تمہیں اجازت ہے اور تمہاری اپنی خواہش اور خوشی پر منحصر ہے کہ چاہو تو ہمارے پاس آجاؤ اور چاہو تو دنیا میں ہی رہو۔ تو یاد رکھو کہ بہت سے لوگ ایسے ہوں گے کہ وہ اسی دنیا کے گزارہ کو ہی پسند کریں گے اور باوجود طرح طرح کی تلخیوں اور مشکلات کے اسی دنیا سے محبت کریں گے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 642)

ہر عقل مند کا فرض ہے کہ توبہ کرے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الاول)

اللہ کی تسبیح کرو۔ اس کی ستایش اور حمد کرو اور اس سے حفاظت طلب کرو۔ استغفار یا حفاظت الٰہی طلب کرنا ایک عظیم الشان سرّ ہے۔ انسان کی عقل تمام ذرات عالم کی محیط نہیں ہو سکتی اگر وہ موجودہ ضروریات کو سمجھ بھی لے تو آئندہ کے لئے کوئی فتویٰ نہیں دے سکتی۔ اس وقت ہم کپڑے پہنے کھڑے ہیں۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ ہی کی حفاظت اور فضل کے نیچے نہ ہوں اور محرقہ ہو جاوے تو یہ کپڑے جو اس وقت آرام دہ اور خوش آئند معلوم ہوتے ہیں ناگوار خاطر ہو کر موذی اور مخالف طبع ہو جاویں اور وبال جان سمجھ کر ان کو اتار دیا جاوے۔ پس انسان کے علم کی تو یہ حد اور غایت ہے۔ ایک وقت ایک چیز کو ضروری سمجھتا ہے اور دوسرے وقت اسے غیر ضروری قرار دیتا ہے۔ اگر اسے یہ علم ہو کہ سال کے بعد اسے کیا ضرورت ہو گی؟ مرنے کے بعد کیا ضرورتیں پیش آئیں گی؟ تو البتہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ بہت کچھ انتظام کر لے۔ لیکن جب کہ قدم قدم پر اپنی لاعلمی کے باعث ٹھوکریں کھاتا ہے پھر حفاظت الٰہی کی ضرورت نہ سمجھنا کیسی نادانی اور حماقت ہے یہ صرف علم ہی تک بات محدود نہیں

باقی صفحہ 7 پر

یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہو

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

تقریب شادی

○ مکرم عبدالمصور سیف ابن محترم مولانا غلام باری سیف صاحب کی شادی بہمراہ عزیزہ شمیم مرزا صاحبہ بنت مکرم مرزا منور بیگ صاحب بتاریخ 24- دسمبر 1996ء منعقد ہوئی۔ اس روز بارات ربوہ سے صبح نو بجے مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب کی رہائش گاہ سے لاہور کے لئے روانہ ہوئی۔ روانگی سے قبل مکرم کرنل ڈاکٹر محمد عبدالخالق صاحب ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال نے اجتماعی دعا کروائی۔

لاہور میں محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے نکاح کا اعلان فرمایا اور رخصتی کی تقریب عمل میں آئی اور مکرم مرزا مبارک بیگ صاحب آف راولپنڈی نے رخصتانہ کے موقع پر دعا کروائی۔

بتاریخ 25- دسمبر 1996ء احاطہ انصار اللہ پاکستان میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ دعوت کے اختتام پر محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید نے اجتماعی دعا کروائی۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے اور ہمیشہ اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین۔

درخواست دعا

○ محترم مرزا عبدالرؤف صاحب سابق امیر ضلع اٹک کرائیڈن (لندن) کے ایک ہسپتال میں شدید علیل ہیں ان کے دونوں گردوں نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔ احباب سے ان کی شفاء کاملہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

گمشدہ نقدی

○ ایک دوست نے بتایا ہے کہ ربوہ میں اقصیٰ روڈ سے یوٹیلیٹی سٹور کی طرف آتے ہوئے ان کے تیرہ ہزار دو سو پچاس روپے 29 دسمبر کو گر گئے تھے۔ ایک ایک ہزار کے تیرہ نوٹ ہیں۔ اگر کسی دوست کو یہ رقم ملی ہو تو وہ خاکسار سے رابطہ کریں۔

نسیم سیفی
معرفت الفضل ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

5- صلح 1376 ہش   5 - جنوری 1997ء

حقیقی عزت کا عطا کیا جانا

رعب جمانے کا ایک طریق یہ بھی ہے۔ اگرچہ یہ مصنوعی طریق ہے۔ کہ انسان گرجتا برستا پھرے۔ لوگوں کی بات ماننے کی بجائے اپنی بات ان سے منوانے کی کوشش کرے اور سمجھے کہ دھونس اور دھاندلی اس کا حق ہے اور اس حق میں کوئی شریک کار نہیں ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس طرح کا رعب کچھ دیر چل جاتا ہے۔ لوگ ڈر جاتے ہیں اور ڈرے ہوئے لوگ رعب کے نیچے آکر اپنی آنکھیں جھکا لیتے ہیں لیکن زیادہ وقت نہیں گزرتا کہ مظلوم اور مقہور لوگ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اپنے حقوق مانگنے کے لئے بڑی سے بڑی طاقت سے لڑ جاتے ہیں۔ کسی کے رعب کے نیچے نہیں آتے بلکہ رعب جمانے والوں کو للکارتے ہیں۔ سیاست میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے سماجی زندگی میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے اور معاشرتی زندگی میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ کوئی نہ کوئی شخص اپنی بات دھونس اور دھاندلی سے منوانے کے لئے رعب جماتا ہے۔ سیاست میں تو ایسا بہت کچھ ہوتا ہے بلکہ بعض لوگ سیاست کو کامیاب ہی اس طرح سمجھتے ہیں کہ ان کا رعب قائم ہے۔ لوگ ان کے آگے بات تک نہیں کر سکتے۔ اور جو بات کرتا ہے اسے ایک طرف کر دیا جاتا ہے۔ سیاست میں ہمیشہ سے یہ بات ہوتی چلی آئی ہے۔ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پھر سیاست چونکہ ایک اقتدار کی خواہش کا نام بھی ہے اگرچہ حقیقتاً اقتدار کی خواہش کو سیاست کہنا بہت درست نہیں ہے۔ لیکن بہرحال چونکہ اقتدار کی خواہش ہوتی ہے اور اقتدار اور رعب دونوں عام طور پر ایک ساتھ چلتے ہیں۔ اس لئے سیاست میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ جس شخص کا زیادہ رعب ہے وہ بہتر سیاست دان ہے یا سیاست میں وہ بہتر کام کر سکتا ہے۔ لیکن یہ بات آہستہ آہستہ غلط ثابت ہونے لگتی ہے۔

حقیقی رعب گرجنے اور برسنے میں نہیں بلکہ انکسار اور تواضع میں ہے۔ خاکساری میں ہے۔ اسی لئے ہمیں بتایا گیا ہے کہ پہلوان وہ نہیں جو کسی طاقتور آدمی کو پچھاڑ سکتا ہے۔ بلکہ پہلوان وہ ہے جو اپنے جذبات کو قابو میں رکھ سکتا ہے اور جذبات کو قابو میں ہی رکھ کر خاکساری انکساری اور تواضع سے کام لیا جا سکتا ہے۔

پس حقیقی رعب یہ ہے کہ لوگ اپنے دل سے کسی کی عزت کریں اور وہ کہے یا نہ کہے اس کی بات مانیں اور اس کے ساتھ ساتھ چلنے کو اپنے لئے عزت کا مقام سمجھیں۔ اور یہ سب کچھ جیسا کہ ہم نے کہا ہے خاکساری' انکساری اور تواضع سے ہوتا ہے۔ اسی لئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تواضع کرنے والا شخص بلندی کی طرف چڑھنے لگتا ہے۔ اسے بہت اونچا مقام ملنے لگتا ہے۔ اور اس کی مثال یہ دی جاتی ہے کہ پھل دار درخت اپنی پھلوں والی ٹہنیاں جھکا دیتا ہے۔ ٹہنیاں تو درخت پر بہت ہوتی ہیں بعض سیدھی کھڑی رہتی ہیں کیونکہ ان پر پھل نہیں ہوتا۔ جن پر پھل ہوتا ہے وہ پھل کے بوجھ سے نیچے کی طرف آنا شروع ہو جاتی ہیں۔ پھل کو نیچے کر کے آپ کے قریب کر دیتی ہیں۔ تواضع کی ایسی ہی اور بہت سی مثالیں دی جا سکتی ہیں جن سے یہ سمجھا جا سکے کہ دراصل تواضع لوگوں کے دلوں میں گھر پیدا کرنے والی بات ہے۔ لوگوں سے اپنی بات منوانا ہو تو تواضع سے کام لیا جائے۔ انکسار اور خاکساری سے کام لیا جائے۔ ہر وہ شخص جو اس راز کو سمجھتا ہے وہ اپنے آپ کو ایسے مقام پر کھڑا کر لیتا ہے جہاں وہ تو اپنا کوئی مقام نہیں سمجھتا لیکن لوگ اس کے اس مقام کی بڑی عزت کرتے ہیں بلکہ وہ اسے اس سے بھی زیادہ اونچا دیکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں:-

"سچا رعب اور حقیقی عظمت ان لوگوں کو عطا کی جاتی ہے جو اول خدا کے واسطے اپنے اوپر ایک موت وارد کر لیتے ہیں اور اپنی عظمت اور جلال کو خاکساری سے' انکساری سے' تواضع سے تبدیل کر دیتے ہیں۔ تب چونکہ انہوں نے خدا کے لئے اپنا سب کچھ خرچ کیا ہوا ہوتا ہے خدا خود ان کو اٹھاتا ہے اور قدرت نمائی سے ان کو نوازتا ہے۔"

خدا تعالیٰ جس کو اوپر اٹھائے اسے نیچا کون دکھا سکتا ہے اور اس سے بڑھ کر عظمت اور کس شخص کی ہو سکتی ہے۔ لوگ بھی دوسرے لوگوں کو اونچا اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان پر بہت احسان کیا ہے کہ ان کو عظمت دی ہے۔ لیکن یہ عظمت کب تک قائم رہ سکتی ہے اور کس حد تک حقیقی طور پر عظمت کہلا سکتی ہے۔ عظمت تو دراصل وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے۔ اور اس کے لئے انسان کو اپنے اوپر ایک موت وارد کرنی پڑتی ہے موت ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے زندگی ملتی ہے۔ یہ بات بھی آسانی سے سمجھ میں آ سکتی ہے کہ موت کے بعد جو زندگی انسان کو ملتی ہے وہ کبھی ختم نہیں ہوتی اور کبھی ختم نہ ہونے والی زندگی اس زندگی سے ہزار درجہ بہتر ہے جو ختم ہو جاتی ہے۔ یعنی اس دنیا کی زندگی۔

پس اپنے اوپر موت وارد کر لینے سے زندگی ملتی ہے۔ اپنی باتوں اور اپنے کاموں میں انکسار' خاکساری اور تواضع سے عزت ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جلال عطا کیا جاتا ہے اور یہ جلال عارضی نہیں ہوتا۔ دائمی ہوتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ دینے والا ہو اور انسان لینے والا ہو تو جو کچھ اسے دیا جاتا ہے وہ واپس نہیں لیا جاتا۔ وہ دائم و قائم رہتا ہے۔

پس ہمارے لئے حضرت صاحب کے اس ارشاد میں ایک زندگی بخش پیغام ہے۔ ہم اپنے آپ کو منکسر المزاج بنائیں۔ ہم انکساری سے کام لیں۔ ہم تواضع سے کام لیں۔ تو اللہ تعالیٰ نہ صرف ہمیں زندگی عطا کرتا ہے بلکہ اس زندگی میں عظمت اور جلال پیدا کر دیتا ہے۔ عظمت اور جلال جو اردگرد کے تمام لوگوں کو نظر آتا ہے اور لوگ عزت کرنے لگتے ہیں۔

پس ہمیں چاہئے کہ ہم زندگی کے اس پہلو پر ہمیشہ غور کرتے رہیں کہ وہ کیا باتیں ہیں جو ہمیں نیچے سے اوپر اٹھاتی ہیں اور وہ باتیں کیا ہیں جو اوپر سے نیچے لے آتی ہیں۔ مقصد تو یہ ہے کہ ہم نیچے سے اوپر اٹھیں۔ خدا تعالیٰ کے قریب ہوتے چلے جائیں۔ انسانوں کے دلوں میں گھر کرنے لگیں۔ اور انسان واقعی طور پر ہمیں عزت دیں۔ عزت کا کون بھوکا نہیں ہے لیکن عزت حاصل کرنے کے طریق کتنے لوگ جانتے ہیں۔ کتنے لوگ غلط راستے پر چل کے سمجھتے ہیں کہ اب ہمیں عزت ملے گی۔ عزت حاصل کرنے کے لئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا وہ ارشاد جو ہم نے آج پیش کیا ہے وہ ہمیشہ مدنظر رہنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم حضرت صاحب کے جملہ ارشادات پر عمل کرتے ہوئے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی زندگی کو بہتر بنا سکیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ائرمارشل (ر) ظفراحمد چوہدری- سابق چیف آف سٹاف پاکستان ائرفورس

ڈاکٹر عبدالسلام - چندیادیں

اعلیٰ سائنس کی سنگلاخ زمین میں ڈاکٹر سلام کے کارہائے نمایاں کے متعلق کچھ کہنا میرے بس کی بات نہیں۔ البتہ میں چند مختصر باتیں ان کی شخصیت اور اقدار کے متعلق عرض کرنے کی کوشش کروں گا۔

میری ان سے شناسائی 1942ء میں ہوئی جب وہ گورنمنٹ کالج میں تھرڈ ایر میں داخل ہوئے۔ اس سے قبل وہ پنجاب یونیورسٹی کے میٹرک اور ایف اے کے امتحانوں میں نئے ریکارڈ قائم کر چکے تھے۔ اس وقت کا عبدالسلام ایک شرمیلا سا لڑکا تھا جو اپنے کام سے کام رکھتا۔ کبھی کبھی وہ یہ انتظام کرلیتا کہ جب وہ پڑھائی میں مصروف ہو تو ہاسٹل کے کمرے کو باہر سے تالہ لگا دیا جائے تاکہ یار دوست بلاوجہ اس کا وقت نہ ضائع کریں۔ اس کی تفریح فقط شطرنج کی دو ایک بازیاں ہوتیں جو وہ کامن روم کے مار کر خوشیا سے کھیلتا۔ اس زمانے میں نیو ہاسٹل میں باورچی محمد دین دونوں وقت نہایت لذیذ آلو گوشت پکایا کرتے تھے جو کہ عبدالسلام کو بہت مرغوب تھا اور وہ خوب سیر ہو کر کھاتے۔ ان کے بے تکلف دوست ان کی پرخوری پر انہیں مذاق بھی کرتے لیکن وہ کبھی برا نہ مانتے۔

1946ء میں عبدالسلام ریاضی میں Tripos حاصل کرنے کے لئے کیمبرج چلے گئے۔ کبھی کبھار وہ لندن آتے تو میری ان سے ملاقات ہوتی۔ ان کا لباس حد درجہ سادہ ہوتا اور وہ اکثر ایک بڑی سی دیسی ٹوپی اور rain coat پہنے رہتے۔ فارغ وقت کھیل تماشے کی بجائے لندن کے مختلف Museums میں گزارتے اور ہم کھلنڈروں کو بھی ساتھ گھسیٹ لیتے۔ ان کی طبیعت بہت سادہ اور ہر قسم کے تکلفات سے مبرا تھی۔ ایک مرتبہ ہم بس میں سفر کر رہے تھے اور انہوں نے کچھ لکھنے کے لئے قلم جیب سے نکالا جس کی سیاہی کچھ Leak کر گئی تھی۔ انہوں نے فالتو سیاہی بلا تکلف اپنے سر کے بالوں سے پونچھ دی۔ میں نے جب کچھ حیرانی کا اظہار کیا تو کہا "بھئی اس میں کیا حرج ہے۔ سیاہی بھی کالی ہے اور سر کے بال بھی کالے ہیں۔ کوئی نقصان نہیں ہوا۔"

کیمبرج سے واپسی پر وہ گورنمنٹ کالج میں استاد مقرر ہوئے۔ میں ایک مرتبہ کالج آیا تو ان سے سٹاف روم میں ملاقات ہوئی۔ کہنے لگے کہ میرا بہت سا وقت محکمہ تعلیم کے فضول اعتراضات کا جواب دینے میں گزر جاتا ہے اور ساتھ ہی مجھ نابلد کو زبردستی کالج کی فٹ بال ٹیم کا نگران مقرر کر دیا گیا ہے۔ ان حالات میں میں کوئی ٹھوس کام نہیں کر سکتا۔ سوچتا ہوں کہ دوبارہ کیمبرج جا کر کچھ تحقیق کا کام کروں۔ چنانچہ وہ کیمبرج چلے گئے اور وہ کام صرف چند ماہ میں مکمل کر لیا جو دوسرے برسوں میں کرپاتے ہیں۔

1955ء میں مجھے Mr Ian stephens نے کیمبرج مدعو کیا جہاں وہ King College میں Don تھے۔ وہ ہندوستان میں Statesman اخبار کے ایڈیٹر رہ چکے تھے اور ایک کتاب پاکستان کے متعلق بھی لکھ چکے تھے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ پاکستان سے ایک شخص یہاں آیا ہوا ہے جس کے متعلق کیمبرج کے اساتذہ سمجھتے ہیں کہ وہ سائنس کی دنیا میں ایک ممتاز مقام حاصل کرے گا۔ اس کا نام عبدالسلام ہے اور وہ تمام وقت اپنی دھن میں مگن رہتا ہے۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کیمبرج کے اساتذہ کی یہ پیشگوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔

ڈاکٹر عبدالسلام کو 1957ء میں Imperial College of Science and Technology میں فزکس کے شعبے کا سربراہ بنا دیا گیا۔ اس وقت ان کی عمر 31 برس تھی اور اتنی کم عمر میں آج تک کسی اور کو یہ اعزاز حاصل نہ ہوا تھا۔ اس طرح انہوں نے لندن کے Putney نامی علاقے میں ایک معمولی سے مکان 8 Campion Road میں رہائش اختیار کر لی اور آخر دم تک اسی گھر میں مقیم رہے۔ 1958ء میں میری بیوی کو چھوٹے بچے کے علاج کے سلسلہ میں چند ہفتے لندن میں رہنا پڑا۔ میں نے ڈاکٹر صاحب سے پوچھا کہ کیا وہ دونوں ان کے ہاں قیام کر سکتے ہیں۔ ان کا جواب تھا۔ "یار اے وی کوئی پچھن والی گل اے۔

They Would be most welcome

ایک مرتبہ میرا چھوٹا بھائی اور میں صبح کے وقت ڈاکٹر صاحب کے گھر گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے کسی قدر پریشانی میں بتایا کہ انہیں کالج پہنچنا ہے اور ان کی کار بیٹری کمزور ہونے کی وجہ سے سٹارٹ نہیں ہو رہی۔ میرے بھائی نے کہا کہ اگر صرف یہ بات ہے تو غالباً دھکا لگانے سے کار سٹارٹ ہو جائے گی۔ ڈاکٹر عبدالسلام بہت حیران ہوئے اور پوچھا کہ کیا واقعی اس طرح کار سٹارٹ کی جا سکتی ہے۔ میرا بھائی کار میں بیٹھا اور ڈاکٹر سلام اور میں نے کار کو دھکا دیا اور یوں کار سٹارٹ ہو گئی اور یہ مشکل حل ہو گئی۔ اس طرح ہم پر یہ کھلا کہ ضروری نہیں کہ ایک عظیم سائنسدان روزمرہ کے معمولی ٹوٹکوں سے بھی واقفیت رکھتا ہو۔

ڈاکٹر سلام کا رہن سہن بہت سادہ ہوتا اور گھر میں بیوی بچوں سے ٹھیٹھ پنجابی بولتے۔ ان کے کمرے میں ایک معمولی سا بستر بچھا ہوتا اور ہر طرف کتابیں بکھری ہوتیں۔ سائنس کے علاوہ انہیں انگریزی، فارسی، اردو اور پنجابی ادب سے بھی گہری واقفیت تھی، ہزاروں اشعار یاد تھے اور موسیقی کے رموز سے بھی آشنا تھے۔ مختلف مذاہب اور مکاتیب فکر کا گہرا مطالعہ تھا اور وہ یہ بات کہتے ہوئے کبھی نہ تھکتے تھے کہ قرآن حکیم قوانین اور عبادات کی نسبت تحصیل علم تفکر اور تحقیق پر کہیں زیادہ زور دیتا ہے۔ گویا کہ کہا جا سکتا ہے کہ اس انتہائی ذہین و فطین شخص کا مزاج فلسفی درویشوں جیسا، دل حساس ادیبوں اور شاعروں جیسا اور دماغ ایک بلند نگاہ اور مہم جو سائنسدان کا سا تھا۔

وہ ہر قسم کے تعصب سے آزاد تھے اور تنگ نظری کی ہر شکل کو غلط قرار دیتے۔ ہر معاملہ میں بنی نوع انسان کی بہتری ان کے پیش نظر ہوتی۔ بایں ہمہ ان کے دل میں اسلامی دنیا اور خاص طور پر اپنے وطن پاکستان کے لئے سچی تڑپ تھی اور یہی وجہ تھی کہ باوجود کثیر العیال ہونے اور محدود وسائل رکھنے کے انہوں نے لاکھوں ڈالر کے ملنے والے انعامات میں سے کچھ بھی اپنے پاس نہ رکھا اور ان تمام رقوم سے ایسے ٹرسٹ بنا دیئے جن سے خاص طور پر پاکستانی طلباء اور سائنسدان استفادہ کر سکیں۔ ایسی قربانی اور بے لوث حب الوطنی کی مثالیں شاذ ہی نظر آتی ہیں۔ مختلف ترقی یافتہ ممالک نے انہیں اپنی شہریت پیش کی اور امداد کا وعدہ کیا، جبکہ ان کے اپنے بدنصیب ملک نے ان سے اکثر و بیشتر سردمہری اور سوتیلے پن کا سلوک کیا۔ اس جاہلانہ تنگ نظری کی ایک مثال یہ ہے کہ نوبل پرائز ملنے کے موقع پر جو تقریر انہوں نے کی پاکستانی ٹیلی ویژن اور اخبارات نے اسے رپورٹ کرتے ہوئے وہ حصے کاٹ دیئے جن میں کہ قرآنی آیات سے استدلال کیا گیا تھا۔ لیکن اس خدا کے بندے نے تمام غیر ملکی پیشکشوں کو ٹھکراتے ہوئے آخر دم تک پاکستان کے سبز رنگے پاسپورٹ کو سینے سے لگائے رکھا۔ سچ ہے وفاداری بشرط استواری اصل ایمان ہے۔

ڈاکٹر سلام تیسری دنیا کی اور خاص طور پر اسلامی دنیا کی پسماندگی پر بہت رنجیدہ ہوتے تھے، حتیٰ کہ وہ پسماندگی اور غربت کو کفر کی ایک قسم قرار دیتے اور اس کا ذمہ دار کسی دوسرے کو ٹھہرانے کی بجائے یہ سمجھتے تھے کہ اس کی اصل وجہ ہمارا علم اور سائنس کو نظرانداز کرنا ہے۔ وہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ سائنس اور تحقیق سے نہ صرف ذہن آزاد ہوتا ہے اور علم و دانش ترقی کرتے ہیں، بلکہ ان کا صنعت و حرفت اور رہن سہن پر فوری خوشگوار اثر پڑتا ہے اور غربت اور پسماندگی کو دور کرنے میں مدد ملتی ہے۔ ان کی تمام عمر اس کوشش میں صرف ہوئی کہ ہم سائنس کی اہمیت کو سمجھیں اور اسے قومی ترجیحات میں صحیح درجہ دیں۔ وہ چاہتے تھے کہ سائنس کے لئے زیادہ وسائل مہیا کئے جائیں اور سائنسدانوں کو معاشرے میں مناسب مقام حاصل ہو۔ ایک مرتبہ انہوں نے یہ تجویز پیش کی کہ تمام اسلامی ممالک، جن میں کچھ بہت امیر بھی ہیں، اپنی پیداوار کا ایک فیصد سائنس اور تحقیق کے لئے مختص کر دیں تاکہ اعلیٰ تحقیقی ادارے قائم ہو سکیں اور کچھ عملی کام ہو۔ انہوں نے یقین دلایا کہ اس طرح اسلامی دنیا کا نقشہ بدل جائے گا اور ایک دفعہ پھر وہ علم فن کا گہوارہ بن جائے گی اور دوسرے اس سے استفادہ کرنے لگیں گے۔ چنانچہ تمام ممالک نے اتفاق کیا اور مقررہ شرح کے مطابق وسائل مہیا کرنے کا وعدہ بھی لیا، لیکن مگر الا ماشاء اللہ کسی نے بھی وعدہ پورا کرنے کی تکلیف گوارا نہ کی۔ افسوس کہ ڈاکٹر سلام کی دردمندانہ اور حق آشنا اپیل صدا بصحرا ثابت ہوئی اور مسلمان ملکوں کی حالت میں کوئی قابل قدر بہتری نہ ہو سکی، حتیٰ کہ ان کا وجود اور ان کی بقا بھی دوسروں کے رحم و کرم پر موقوف چلے آتے ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر سلام چاہتے تھے کہ وہ بین الاقوامی ادارہ جو بالآخر Trieste میں قائم ہوا، پاکستان میں قائم کیا جائے۔ لیکن ان کی یہ خواہش بھی ہماری حکومتوں کی بے اعتنائی کی نظر ہو گئی اور آج جو ناگفتہ بہ حالت سائنس اور علم کی ہمارے ملک میں نظر آتی ہے وہ یقیناً ہم سب کے لئے دکھ اور شرمندگی کا باعث ہے۔

چند برس ہوئے ڈاکٹر عبدالسلام گرمیوں کے موسم میں دہلی جاتے ہوئے لاہور ٹھہرے۔ روانگی کے لئے تیار ہو کر آئے تو کوٹ پتلون کے اوپر Rain Coat پہنا ہوا تھا۔ میں نے ازراہ تفنن پوچھا کہ کیا دہلی میں برف باری ہو رہی ہے جو اس کی تیاری کی گئی ہے۔ انہوں نے اپنا مخصوص قہقہہ بلند کیا اور کہا۔ بھئی بات یہ ہے کہ اس کوٹ نے ایک طویل عرصہ میرے ساتھ وفا کی ہے۔ اور میں نہیں چاہتا کہ سفر میں یہ کہیں کھو جائے۔ اس لئے میں اس کی حفاظت کے لئے اسے گرمی سردی میں پہن ہی لیتا ہوں" یہ انتہائی سادہ سوچ اس شخص کی تھی کہ جب اس نے کیمبرج میں اپنے استاد سے اپنے کام کے متعلق سرٹیفکیٹ مانگا تو استاد نے کہا کہ بہتر ہو گا کہ تم مجھے سند دو کہ تم نے میرے ساتھ کام کیا ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام سے میری آخری ملاقات کوئی اڑھائی سال قبل ان کے بیٹے کے نکاح کے موقع پر ہوئی۔ وہ اپنی Wheel Chair میں بیٹھے کھوئے کھوئے نظر آ رہے تھے۔ میں قریب آ کر بیٹھا تو میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کالج کا زمانہ یاد کرنے لگے۔ ان کی بات مشکل سے سمجھ آتی اور میں اندازے سے جواب دیتا رہا۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر میری آنکھیں نم ہونے لگیں۔ وہ شخص جو اپنے لطیف نکات اور زور خطابت سے دنیا کے ممتاز ترین دانشوروں کو مسحور کر لیتا تھا، ایک موذی بیماری کے سبب معمولی بول چال پر بھی قادر نہیں رہا تھا۔ لیکن اس حالت میں بھی اس نے حکومت پاکستان کی علاج کے لئے پیش کش کا یہ جواب دیا تھا کہ میں نہیں چاہتا کہ اپنے ملک کے غریب لوگوں کی کمائی سے جمع شدہ پیسے کو اپنی ذات پر خرچ کروں۔ اور اب وہ نابغہ روزگار شخص اسی چٹیل اور شور زمین میں ابدی نیند سو رہا ہے جس نے کہ اسے جنم دیا تھا۔ سچ ہے باقی رہے نام اللہ کا۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کئے!

(22 دسمبر 1996ء کو پاکستان فزیکل سوسائٹی کی ایک تقریب منعقدہ پریس کلب لاہور میں پڑھا گیا)

ایک اچھی بات

... شخص سچائی اختیار کرے گا کبھی ذلیل نہیں ہو ...

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبد القیوم ناصر

عالمی شہرت کے حامل سائنس دان' ڈاکٹر عبد السلام

گزشتہ دنوں عالمی شہرت کے حامل نوبل انعام یافتہ سائنسدان ڈاکٹر عبد السلام طویل علالت کے بعد لندن میں انتقال کر گئے اور ان کی وصیت کے مطابق ان کی میت کو لندن سے لا کر ربوہ میں سپرد خاک کر دیا گیا کیونکہ آپ کا تعلق احمدیہ فرقہ سے تھا جن کو قادیانی کہتے ہیں ڈاکٹر عبد السلام وہ شخص تھے جنہوں نے نظریہ اضافت کے بانی البرٹ آئن سٹائن کی فزکس کی دریافتوں میں توسیع کی اور یونی فیکیشن آف فورسز کا نظریہ پیش کر کے 1979ء میں نوبل انعام حاصل کیا اور پوری دنیا میں شہرت حاصل کی ان سطور کے ذریعے آپ کا سوانحی خاکہ بیان کرنا مقصود ہے تاکہ قارئین کو ان کی فعال زندگی کے بارے میں کچھ علم ہو سکے۔

پروفیسر عبد السلام 29۔ جنوری 1926ء کو ضلع جھنگ میں پیدا ہوئے اور اسی شہر کے ایک مقامی سکول سے اپنی ابتدائی تعلیم کا آغاز کیا۔ آپ نے جس سکول میں داخلہ لیا وہاں ٹاٹوں پر بٹھا کر تعلیم دی جاتی تھی اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان دنوں وہاں پر ابھی بجلی بھی نہ تھی ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے جھنگ کالج میں داخلہ لیا۔ آپ ابتداء سے ہی ایک ہونہار اور اعلیٰ درجہ کے ذہین طالب علم تھے۔ مسلسل محنت اور لگن سے کام کرنا آپ کا شعار تھا۔ یہی وجہ تھی کہ 1938ء سے لے کر 1946ء تک آپ نے جو بھی امتحان دیا اس میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ اس کے بعد آپ نے 1946ء میں کیمبرج کالج میں داخلہ لیا اور اپنی قابلیت کی وجہ سے پہلے ہی سال مشہور سمتھ انعام حاصل کیا اور اس کے بعد 1951ء میں آپ کا تقرر گورنمنٹ کالج لاہور میں بطور صدر شعبہ ریاضی ہوا۔ 1952ء میں کیمبرج یونیورسٹی نے آپ کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی۔ ڈاکٹر عبد السلام وہ عظیم انسان تھے جن کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ دنیا کے 57 ممالک نے آپ کو ڈاکٹر آف سائنس کی ڈگری دے رکھی تھی جو ایک پاکستانی سائنس دان کی قابلیت کا منہ بولتا ثبوت تھا جب آپ کی عمر صرف 36 سال کی تھی تو آپ کا تقرر بطور پروفیسر امپریل کالج آف سائنس اور ٹیکنالوجی لندن ہوا۔ جہاں آپ نے اپنے تحقیقی کام کی ریسرچ جاری رکھی اور تیسری دنیا کی سائنسی طور پر رہنمائی کرتے رہے۔ جس کے اعتراف میں دنیا کے پانچوں براعظموں کے بے شمار ممالک نے آپ کو ایوارڈ اور اعزازات دیئے۔ یہ تو تھا ڈاکٹر صاحب کی تعلیمی اور تحقیقی میدان کا تذکرہ۔ اب ذیل میں ڈاکٹر صاحب کی ان خدمات کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو آپ نے اپنے ملک پاکستان کے لئے سرانجام دیں 1959ء میں ڈاکٹر عبد السلام کو پاکستان میں تعلیمی کمیشن کا مشیر مقرر کیا گیا اس دوران آپ نے بہترین منصوبہ بندی کی جس کے نتیجہ میں پاکستان میں اعلیٰ تعلیم کو فروغ حاصل ہوا بعد ازاں 1961ء میں ڈاکٹر عبد السلام کو صدر پاکستان کا سائنسی مشیر اعلیٰ مقرر کیا گیا اور بحیثیت مشیر آپ کی یہ انتہائی کوشش رہی کہ آپ پاکستان میں سائنسی بنیادی ماحول کو قائم کریں اس دوران ڈاکٹر صاحب نے سابق صدر ایوب خاں کو ملک میں ایٹمی ری پراسسنگ پلانٹ لگانے کا بھی مشورہ دیا تھا۔ آپ بحیثیت مشیر 1975ء تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔ مزید یہ کہ 1991ء سے لے کر 1994ء پاکستان کی خلائی تنظیم کوسپارکو کے بانی صدر رہے۔ اب کچھ تذکرہ آپ کی عالمی خدمات کا کیا جاتا ہے آپ کے دل میں شروع سے ہی یہ تڑپ تھی کہ سائنسی تحقیق کا ایک عالمی مرکز قائم ہو۔ جہاں پاکستان اور ترقی پذیر ممالک کے سائنسدان تحقیق کا کام کر سکیں۔ چنانچہ آپ کی یہ دلی خواہش بھی پوری ہوئی اور آپ نے یہ سنٹر اٹلی میں قائم کیا اور آپ کا سب سے بڑا کارنامہ اٹلی کے شہر ٹریسٹ کے مقام پر انٹرنیشنل سنٹر آف تھیوریٹیکل فزکس کا قیام تھا یہ سائنسی مرکز اسلامی اور تیسری دنیا کے سائنسدانوں اور طلبہ کو عالمی سطح کے سائنس دانوں سے تعلیم حاصل کرنے اور ان سے باہم تبادلہ خیالات کا موقع فراہم کرتا ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ 1964ء سے لے کر اب تک چالیس ہزار سائنس دان اس عظیم سائنسی درسگاہ سے استفادہ کر چکے ہیں اور یہ سلسلہ آپ کی وفات کے بعد بھی جاری رہے گا۔ آپ ایک نیک دل اور سادہ مزاج انسان تھے۔ آپ کو لاتعداد ایوارڈ اور انعامات ملے اور ان سے جو رقم ملی آپ نے پاکستان اور ترقی پذیر ممالک میں سائنس کی ترقی کے لئے صرف کی خصوصاً اس سائنسی مرکز کے لئے۔

حکومت پاکستان نے ملک کے لئے اور سائنس کے میدان میں بے مثال خدمات پر انہیں نشان امتیاز' ستارہ پاکستان اور صدارتی ایوارڈ برائے حسن کارکردگی دیا تھا آپ تیسری دنیا میں سائنس کے میدان میں نوبل انعام حاصل کرنے والے واحد سائنس دان تھے اور گہرے مذہبی انسان تھے۔ آپ کا کہنا تھا کہ سائنس کی جدید ترقی میں مسلمانوں کا بہت دخل ہے جن میں قابل ذکر ماہرین حیان' الخوارزمی' ابن اسحاق الکندی' اور فارابی شامل ہیں۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ سائنس اور مذہب میں کوئی دوری نہیں آپ نے بار بار اس بات کا اعلان کیا کہ ترقی یافتہ ممالک میں اور ترقی پذیر ممالک میں تفریق دولت کی وجہ سے نہیں بلکہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی وجہ سے ہے۔ آپ نے تیسری دنیا کو یہ پیغام دیا کہ اٹھو اور سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں مہارت حاصل کرو۔ ڈاکٹر عبد السلام نے 70 برس کی عمر پائی۔ آپ کو سائنس کی دنیا میں ایک نامور اور بڑے انسان کے طور پر ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

(روزنامہ مساوات یکم دسمبر 1996ء)

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب کی وفات پر قرارداد تعزیت

جماعت احمدیہ کے مایہ ناز فرزند اور عالمی شہرت کے حامل پاکستان کے قابل فخر سپوت محترم ڈاکٹر عبد السلام صاحب مورخہ 21۔ نومبر 1996ء کو بعمر 70 سال آکسفورڈ انگلستان میں انتقال فرماگئے۔

آپ 29۔ جنوری 1926ء کو اپنے ننھیال "سنتوکھ داس" ضلع ساہیوال میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد حضرت چوہدری محمد حسین صاحب جھنگ شہر کے ایک مخلص اور فدائی اور صاحب کشف — بزرگ تھے۔ ابتدائی تعلیم سے لے کر گورنمنٹ کالج لاہور میں ایم۔ اے تک آپ نے اول پوزیشن کا اعزاز حاصل کیا اور اس دوران کئی تعلیمی ریکارڈ قائم کئے۔ کیمبرج یونیورسٹی انگلستان میں اپنی غیر معمولی استعداد کی بناء پر چھ سال کا تعلیمی دور صرف تین سال میں مکمل کیا۔ محترم ڈاکٹر صاحب کچھ عرصہ گورنمنٹ کالج لاہور اور پنجاب یونیورسٹی میں صدر شعبہ ریاضی کی حیثیت سے تدریسی فرائض ادا کرتے رہے اور پھر امپریل کالج لندن میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ آپ اسی کالج میں صدر شعبہ بھی مقرر ہوئے اور اس دوران کئی ممالک میں تحقیقی لیکچر دیئے۔

محترم پروفیسر صاحب کو پاکستان' برطانیہ' اٹلی' پیرو' وینزویلا' پولینڈ' اردن' ترکی' بھارت' بنگلہ دیش' نائیجیریا' فلپائن' سوڈان' چین' امریکہ' کینیا' اور ارجنٹائن وغیرہ ممالک نے متعدد اعزازی ڈگریاں پیش کیں۔ اس طرح پوری دنیا سے انہوں نے اٹھارہ ایوارڈز حاصل کئے۔ علاوہ ازیں نشان امتیاز (پاکستان)' نشان اندلس' (وینزویلا) نشان استقلال (اردن) نشان میرٹ (اٹلی) جیسے اعزازات بھی آپ کو حاصل ہوئے۔ دنیا کی چھ یونیورسٹیوں میں آپ کا تقرر ہوا اس کے علاوہ بے شمار عالمی اکیڈمیوں اور سوسائٹیوں کے رکن' منتخب فیلو اور بانی رہ چکے ہیں۔ ٹریسٹ اٹلی میں آپ کا قائم کردہ ادارہ "انٹرنیشنل سینٹر برائے نظریاتی فزکس" آپ کا ایک عظیم کارنامہ ہے جس کے ذریعہ تیسری دنیا کے ہزاروں سائنسدانوں نے استفادہ کرکے اپنے ملک کو فائدہ پہنچایا۔ آپ کا شمار دنیا کے نامور اور شہرہ آفاق سائنسدانوں میں ہوتا ہے کہ جن پر دنیائے سائنس بجا طور پر فخر کرے گی۔

آپ نے 1979ء میں فزکس میں نوبل انعام حاصل کیا۔ آپ نے 250 کے قریب تحقیقی مقالات لکھے اور متعدد کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ جہاں خدا تعالیٰ کی واحدانیت پر غیر متزلزل یقین اور ایمان کی بناء پر تمام سائنسدانوں میں ممتاز اور منفرد مقام کے حامل تھے وہاں آپ اس علم و معرفت سے نوازے گئے جس کا وعدہ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ کو دیا گیا تھا جیسا کہ آپ نے فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔" (تجلیات الٰہیہ)

محترم پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام صاحب کی وفات سے جو ایک خلا پیدا ہوا ہے ہماری خدائے واحد و یگانہ و علیم و حکیم سے دعا ہے کہ وہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی اس خدائی خبر کے حامل سینکڑوں ہزاروں "عبد السلام" جماعت احمدیہ کو عطا فرمائے جن کا آغاز بھی نیک اور انجام بھی نیک ہو۔ جنہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے وہی عظمتیں نصیب ہوں جو ڈاکٹر صاحب کے حصہ میں آئیں۔

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ پاکستان اپنے پیارے امام محترم ڈاکٹر صاحب کے جملہ اہل خانہ و لواحقین اور عالمگیر جماعت احمدیہ کے تمام ممبران سے دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔

(ہم ہیں ممبران عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں۔

پاکیزگی سے یہ مراد ہے کہ انسان کو جو اس کے جذبات نفسانیہ خدا تعالیٰ سے روگردان کرکے اپنی خواہشات میں محو کرنا چاہتے ہیں ان کا مغلوب نہ ہو۔ اور کوشش کرے کہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق اس کی رفتار ہو۔ یہاں تک کہ اس کا کوئی قول فعل خدا تعالیٰ کی رضامندی کے بغیر سرزد ہی نہ ہو۔ خدا تعالیٰ قدوس اور پاک ہے وہ اپنی صفات کے مطابق ہی انسان کو بھی چلانا چاہتا ہے۔ وہ رحیم ہے انسان سے بھی رحم چاہتا ہے۔ وہ کریم ہے۔ انسان سے بھی کرم چاہتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفات خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں ظاہر ہیں جسمانی طور سے ہم دیکھتے ہیں۔ دنیا مدت ہائے دراز سے چلی آتی ہے ان کو ملتی پانی لباس روشنی وغیرہ تمام حوائج ضروریہ اور لوازم انسانیہ ہمیشہ سے بہم پہنچتا چلا آیا ہے اور ہمیشہ ہی اس کے رحم اور کرم کی صفات اور اسمائے حسنیٰ کے تقاضے ساتھ ساتھ مخلوق کی دستگیری کرتے چلے آئے ہیں۔ پس غرض یہ ہے کہ خدا تعالیٰ انسان کو اپنی صفات کے رنگ میں رنگین کرنا چاہتا ہے۔

صادق کا وجود خدا نما وجود ہوتا ہے۔
(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسعود حسن

دی نیوز 29- نومبر 1996ء کے شکریہ کے ساتھ

ضمیر کا سوال

اگر آپ پاکستان کی کسی اقلیتی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں تو یقیناً الگ تھلگ رہنا آپ کے لئے فائدہ مند نہ ہو گا۔ اگر آپ اس حالت کا شکار ہو جائیں تو جان لیجئے کہ آپ مصیبت کا شکار ہونے والے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ ہم اپنی خود ساختہ روشن خیالی اور متحمل مزاجی کا ڈھونڈرا پیٹتے نہیں تھکتے اپنے خیال میں جو کہ ہم دنیا کے ان لوگوں کے متعلق رکھتے ہیں جو کہ ہمارے خیالات سے متفق نہیں ہوتے ہم اقلیتوں کے لئے ہر وقت برہنہ تلوار بنے رہتے ہیں۔

شائد ڈاکٹر سلام کی لندن میں وفات۔ لاہور میں ان کا جسد خاکی کا پہنچنا۔ اور اسی شہر میں اسی شام ان کا جنازہ پڑھا جانا اور دوسری صبح ان کا ربوہ میں دفن کیا جانا ہمارے میڈیا نے جس طرح سے ان سب واقعات کو شائع کیا اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب یہ ہمارا طریق ہی بن چکا ہے۔ اس لئے اس کے بعد کسی بھی بات کا ظہور پذیر ہونا میرے لئے کسی قسم کی حیرانی کا باعث نہیں بن سکتا۔ لیکن بہرحال یہ واقعہ دل میں کھٹکتا ضرور ہے۔ اور روح بے قراری ضرور محسوس کرتی ہے۔ یہ آدمی کوئی معمولی آدمی نہ تھا۔ اور یہ موقعہ بھی کوئی معمولی واقعہ نہیں تھا۔ قطع نظر اس بات کے کہ ہماری اکثریت اس خاص اقلیت کو کتنی بری نظروں سے دیکھتی ہے۔ کیا یہ بات صحیح نہیں ہے۔

یہ شخص جو لندن میں فوت ہوا تھا۔ اگرچہ ایک پکا اور پختہ ایمان والا احمدی تھا۔ لیکن وہ ایک ایسا شخص بھی تھا جو آخری دم تک اپنے پاکستانی ہونے پر مصر رہا۔ نہ صرف یہ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر وہ ایک ایسا شخص تھا جو اس سرزمین کے لئے واقعی ہمیشہ فکر مند رہا۔ اور جس کا علم۔ ذہانت اور جس کے ذرائع اور وسائل ہمیشہ ہر پاکستانی کے لئے وقف رہتے تھے۔

24 نومبر کو قومی اخبارات نے جس طرح اس واقعہ کی کوریج دی۔ اس کا سمجھنا کوئی مشکل امر نہیں۔ لیکن یہ تھا بہرحال شرم ناک۔ ڈاکٹر سلام کے جنازہ کی جو تصویر لاہور کے تین انگریزی روزناموں میں سے دو میں شائع کی گئی وہ ایک ایسے زاویے سے لی گئی جس میں صرف تابوت' جنازہ پڑھانے والا امام اور اس کے پیچھے درجن بھر مقتدیوں کو دکھایا گیا تھا۔ ایک کونے میں دو تین آدمیوں کو بلاوجہ ادھر ادھر گھومتے دکھایا گیا جو کہ ظاہر ہے جماعت میں شامل نہیں تھے۔

اور کیا یہ صرف ایک معصومانہ اتفاق تھا کہ جس زاویے سے تصویر لی گئی اس میں یہ دکھایا گیا کہ صرف درجن بھر لوگوں نے یہ تکلیف گوارا کی کہ وہ ڈاکٹر سلام جیسے عظیم انسان کی آخری رسومات میں شامل ہوں۔ اگر یہ بات واقعی ایسی ہی ہے تو صحیح باتوں کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کے نظریے کی ہمیں کوئی اور تعریف بیان کرنی پڑے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر سلام کے جنازہ میں چار سے پانچ ہزار لوگوں نے شرکت کی۔ جن سے علامہ اقبال روڈ پر واقع (بیت احمدیہ) کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ اور اس اجتماع کی تصویر کسی زاویے سے بھی لی جاتی وہ ایک بہت بڑے اجتماع کو ظاہر کرتی۔ لیکن ظاہر ہے کہ ایسے اجتماع کو دکھایا نہیں جا سکتا تھا اور اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے یہ غلط زاویہ استعمال کیا گیا۔

ایک شہر اور اس کے اخبار جو اپنا نصف صفحہ فضول سرگرمیوں اور کالموں کی نذر کر سکتے ہوں وہ اگر ایک عظیم آدمی کی موت کے واقعہ کو نظر انداز کریں یا اس کو اس طرح لیں گویا کہ یہ واقعہ رپورٹ کرنے کے قابل ہی نہ تھا۔ تو اس پر انتہائی افسوس کے سوا اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ یہ صحافت نہیں ہے۔ اور یہ بات کسی بھی معیار اور پیمانے سے پرکھی جائے شرم ناک ہی کہلائے گی۔ میں اپنے ملک کی اکثریت کا حصہ ہوتے ہوئے بھی اسے کسی طرح ہضم نہیں کر سکتا۔ اگرچہ میں اس وقت یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اس ملک کا دوسرا نام منافقت ہے قطع نظر ہمارے تمام مقدس اور خود ساختہ وعظ و نصائح کے۔

اتنی ہی افسوسناک بات یہ ہے کہ جب ڈاکٹر سلام کی میت لاہور پہنچی۔ تو نہ تو گورنر اور نہ ہی وزیر اعظم۔ اس وقت ایرپورٹ پر حاضر ہو سکے کیا واقعی ایسا کرنا ان کے لئے سیاسی خودکشی کے مترادف ہوتا۔ جبکہ اس کی بجائے دو یا تین اپنے برائے نام علامتی نمائندوں کو بھیج دینا ایک بے سلیقہ اور بے ہودہ فعل تھا۔ اس سے تو بہتر تھا کہ وہ اس واقعہ کو بالکل ہی نظر انداز کر دیتے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومتی حلقوں میں اس وقت بھی وہی پریشانی اور گھبراہٹ کار فرما تھی جس قسم کی پریشانی اور گھبراہٹ اس وقت رپورٹ کی گئی تھی جب ڈاکٹر سلام نے بہت سال پہلے نوبل انعام حاصل کیا۔ اس وقت حکومتی حلقوں میں سخت بدنظمی پائی گئی۔ اور حکومت کے مختلف حلقوں کی طرف سے مختلف بیانات جاری کئے گئے۔ اور یہ صورت حالات اس وقت تک جاری رہی جب تک کہ یہ فیصلہ نہ کیا جا سکا کہ ڈاکٹر سلام کو اپنایا جائے یا نہ اپنایا جائے۔ بہرحال آخر کار یہ فیصلہ ہوا کہ انہیں کسی نہ کسی طور پر اپنا ہی لیا جائے۔

مجھے بتایا گیا ہے کہ سٹاک ہوم میں ڈاکٹر سلام نے جو تقریر اپنا انعام قبول کرتے وقت کی اس کا تسلسل کئی دفعہ "انتظار فرمائیے" کے حربہ سے منقطع کیا گیا۔ واضح بات تھی کہ ڈاکٹر سلام قرآن مجید سے اقتباسات پیش کر رہے تھے۔ جو کہ پی۔ٹی۔وی نے سنسر کئے۔ یہ کیسی عجیب ستم ظریفی تھی۔ لیکن ان لوگوں پر اس کا کوئی اثر نہ تھا جن کی ناقابل عمل پالیسیوں نے ہمیں اس افسوس ناک مقام تک پہنچا دیا ہے جہاں کہ آج ہم کھڑے ہیں۔

باقی صفحہ 6 پر

انور اقبال سیفی- کراچی

صحت خطرے میں

سوال یہ ہے کہ وہ ہوا جس میں ہم سانس لیتے ہیں کتنی صاف ہوتی ہے؟ وہ زمین جس میں ہماری خوراک کی چیزیں اگائی جاتی ہیں کتنی پاک وصاف ہوتی ہے' اور آخری بات کہ وہ پانی جسے ہم پیتے ہیں وہ کس قدر گندہ ہوتا ہے؟

یہ تمام سوالات بہت اہمیت کے حامل ہیں اور آج دنیا بھر میں پوچھے جا رہے ہیں۔ یہ آج کے دور کے اہم ترین سوالات ہیں۔ اور اسی طرح رہیں گے جب تک کہ ہمارا ماحول روز بروز زیادہ سے زیادہ گندہ ہوتا رہے گا۔ اور خوراک یونہی آلودہ ہوتی رہے گی چاہے اس کی وجہ اتفاقیہ ہونے والی آلودگی ہو یا ارادتاً کی جانے والی آلودگی۔

فی زمانہ یہ اندیشے اتنے حقیقی اور اس قدر پھیلے ہوئے ہیں کہ ہر شخص ان کے خطرات اور ان کے انسانی صحت پر ہونے والے اثرات کی وجہ سے ازحد متفکر ہے لیکن یہ تشویش ظاہر کرتی ہے کہ پبلک کو اس بات کا علم بھی ہے اور بہتر زندگی گزارنے کے لئے لوگوں کے ذہن اس طرف مائل بھی ہیں۔

ہمیں یقیناً یہ پتہ لگ چکا ہے کہ اس کرہ زمین پر زندگی گزارنا ایک سنجیدہ بات ہے۔ ماحولیاتی زہروں اور غیر متوازن خوراک کی وجہ سے جو ہم کھانے پر مجبور ہیں ہمارے جسموں کی کیمیائی ساخت کا توازن بگڑ جاتا ہے۔

میں یہ مضمون ان بعض عناصر کی نشان دہی کے لئے لکھ رہا ہوں جو کہ آلودگی کے ذمہ دار ہیں اور انسانی زندگی کے لئے بنیادی طور پر ضروری عناصر کو تباہ کر رہے ہیں تاکہ لوگ سائنس کا معمولی علم رکھتے ہوئے بھی ان تمام خطرات کو روکنے کی کوشش کریں اور آلودگی اور ماحول کی خرابی کا بہتر طور پر مداوا کر سکیں۔

ہوا کی آلودگی تمام جان دار اجسام کے لئے ہوا ایک بنیادی ضرورت ہے۔ بدقسمتی سے اس کو دیکھا نہیں جا سکتا لیکن پھر بھی ہمیں اپنی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے اسے مسلسل اپنے پھیپھڑوں میں لے جانا ہوتا ہے۔

اس جدید دنیا میں چھوٹے شہروں میں بھی سانس لینے کے لئے صاف ہوا مہیا نہیں ہوتی۔ آلودہ ہوا بہت ساری سانس کی بیماریوں کی وجہ بنتی ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت سے صحت کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

بجلی پیدا کرنے کے لئے اور صنعتی کارخانے چلانے کے لئے زیادہ مقدار میں تیل اور کوئلہ جلایا جاتا ہے۔ ان دونوں چیزوں کے جلنے کے نتیجہ میں سلفر ڈائی آکسائیڈ گیس ہوا میں شامل ہوتی رہتی ہے۔ اور اس آلودہ ہوا میں زندہ رہنے والے اجسام سانس لیتے ہیں۔ یہ آلودہ ہوا پھیپھڑوں میں داخل ہوتی ہے جس کی وجہ سے پھیپھڑوں کی آکسیجن حاصل کرنے کی قوت کم ہو جاتی ہے۔ اور اس طریقہ سے سانس کا نظام ناکارہ ہو جاتا ہے۔

ماحولیاتی آلودگی پھیلانے والے عناصر میں سیسہ بھی ایک عنصر ہے۔ یہ دماغی نظام کو نقصان پہنچاتا ہے اور ہمارے جسم کی کیمیا میں خلل کا باعث بنتا ہے۔

ماحول میں سیسہ کی زیادہ مقدار عورتوں کے رحموں میں پلنے والے بچوں کے لئے بھی خطرناک تصور کی جاتی ہے۔ اور جسم میں ہڈیاں بنانے والے خلیوں کی نشوونما پر برا اثر ڈالتی ہے۔

موٹر گاڑیوں میں سے نکلنے والا دھواں ماحولیاتی آلودگی پیدا کرنے والے بڑے بڑے عناصر میں سے ایک ہے اس دھوئیں میں نائٹروجن آکسائیڈ کاربن مونو آکسائیڈ ہائیڈرو کاربنز اور دھوئیں کے انتہائی نقصان دہ مرکبات شامل ہوتے ہیں جو ہماری صحتوں کے لئے نقصان دہ ہیں۔ نائٹروجن آکسائیڈ سے آنکھوں میں اور سانس کی نالی میں خارش ہونے لگتی ہے۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ ایک بے رنگ بے بو گیس ہے جو تھوڑی مقدار میں بھی انسان کی ہلاکت کا باعث بن سکتی ہے۔ ویسے اس کا عام اثر یہ ہوتا ہے کہ یہ انسان کو تھکا دیتی ہے اور ہم پر غنودگی طاری کر دیتی ہے۔

یہ بھی اور اسی طرح کے اور بھی کئی عناصر ہوا کو آلودہ کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔ اور ان آلودگی پھیلانے والی چیزوں سے ہمارے لئے اب کوئی مفر نہیں۔ ہم مجبور ہیں کہ اس قسم کی آلودہ ہوا میں سانس لیں۔

پانی کی آلودگی اس زمین پر زندگی قائم رکھنے کے لئے پانی انتہائی ضروری ہے۔ انسان کے جسم کا 70 فیصد حصہ پانی پر مشتمل ہے۔ اور پانی ہی کے ذریعے وہ اپنے جسم کو صاف رکھتا ہے۔ پانی اور خوراک کے لئے اور کئی دیگر زندگی کے عوامل کے لئے ضروری ہے پانی کی ہر چیز کو اپنے میں حل کر لینے کی صفت حیران کن ہے۔ اور یہ جسم کے حیاتیاتی نظام کے لئے ازحد ضروری ہے۔ اگر پانی مہیا کرنے والے ذرائع زندگی کو قائم رکھنے کے قابل نہ رہیں تو انسان ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات پانی کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے۔

بدقسمتی سے سینکڑوں کیمیائی مرکبات باقاعدگی سے پانی میں شامل ہو رہے ہیں اور ان میں سے بیشتر انڈسٹری کے ذریعے سے آتے ہیں۔ اور چونکہ یہ زہریلے ہوتے ہیں اس لئے یہ پانی کو آلودہ کر دیتے ہیں۔ پارہ' آرسینک' زنک' کیڈمیم' کوبالٹ' سیسہ' وغیرہ دھاتیں چونکہ زہریلے مادوں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اس لئے ان سے پانی آلودہ ہو جاتا ہے۔

ایک بات جو یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ اسی قسم کا پانی زرعی زمینوں میں آب باشی

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگان

ظفر احمد ظفر مربی سلسلہ

مکرم چوہدری اللہ دتہ صاحب

خاکسار کے تایا جان مکرم چوہدری اللہ دتہ صاحب آف تہال تحصیل کھاریاں ضلع گجرات مورخہ یکم دسمبر 1996ء کو ایک مختصر علالت کے بعد اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ جس کی وجہ سے اپنے گاؤں تہال اور قریبی دیہات میں عزت کا مقام رکھتے تھے۔ عبادات کی حتی المقدور پابندی کرتے تھے اور جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے مجھے نہیں علم کہ انہوں نے کبھی روزے نہ رکھے ہوں جماعت اور امام کے ساتھ انہیں بے حد لگاؤ تھا۔ جب کبھی مجھے گاؤں جانے کا اتفاق ہوا بڑے شوق سے پاس بیٹھتے اور جماعتی حالات اور حضرت امام جماعت کی صحت و تندرستی کے بارہ میں دریافت فرماتے اور جب ان کے سامنے جماعت کی ترقیات کا تذکرہ کیا جاتا تو اس پر بے حد مسرت کا اظہار فرماتے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ کے ساتھ بے حد محبت تھی جب سے احمدیہ ٹیلی ویژن کے ذریعہ حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبات نشر ہونے لگے تو باقاعدگی سے خطبات سننے الیست تشریف لے جاتے اور اگر کوئی خطبہ سننے میں کوتاہی کرتا تو فرماتے کہ ایک وقت تھا کہ جب ہماری آنکھیں حضرت صاحب کو دیکھنے کے لئے ترستی تھیں اور جب حضرت صاحب ربوہ میں تھے تو سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے حضرت صاحب کا دیدار کرنے ربوہ جاتے تھے۔ لیکن اب حضرت صاحب خود ہمارے ہاں تشریف لاتے ہیں۔ آپ کا ہمیں دیدار نصیب ہوتا ہے۔ آپ کی پیاری پیاری باتیں سننے کا موقعہ ملتا ہے۔ اس لئے احباب جماعت کو اس معاملہ میں سستی نہیں کرنی چاہئے۔

1974ء میں جماعت احمدیہ تہال کو شدید ابتلاء سے گزرنا پڑا۔ آپ نے بڑی ہمت اور حکمت کے ساتھ ان حالات کا مقابلہ کیا۔ اور ماحول میں اپنے وسیع تعلقات کو استعمال کرتے ہوئے بڑی حکمت کے ساتھ اس دور ابتلاء کو گزارا۔ اور ساری جماعت احمدیہ تہال کے لئے ڈھارس بنے رہے۔

آپ کی ایک نمایاں خوبی الجھے ہوئے معاملات کو پیار محبت اور بڑی حکمت کے ساتھ سلجھانا تھی۔ گویا آپ اپنے ماحول میں اس فیلڈ کے ماسٹر تھے۔ جماعت احمدیہ تہال میں اسی لئے آپ کو ایک عرصہ تک سیکرٹری امور عامہ کا شعبہ دیا جاتا رہا۔ کیونکہ آپ معاملات کو بڑی ہی عمدگی کے ساتھ سلجھا لیا کرتے تھے۔ اس خوبی کی وجہ سے احمدی ماحول سے باہر اپنے گاؤں اور قریبی چار پانچ گاؤں میں بھی آپ کو خاص مقام حاصل تھا۔ جماعت کے اندر خاندانوں میں اگر کسی معاملہ میں اختلاف ہو جاتا تو بڑی عمدگی سے اسے سلجھا لیا کرتے تھے۔ اور فریقین ہمیشہ آپ کے فیصلہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور اسے قبول کرتے تھے۔

یہی صورت حال غیر از جماعت احباب کی تھی کہ وہ اپنے مسائل اور اختلافات کو لے کر آپ کے پاس آتے اور آپ مسائل کو سن کر حل تجویز فرماتے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی رنجشیں اور اختلافات دور ہو جاتے۔

آپ اپنی اس خوبی کی وجہ سے بے حد مقبول تھے اس لئے آپ کی وفات پر بڑی کثرت کے ساتھ غیر از جماعت دوست بھی تعزیت کے لئے تشریف لائے اور غیر از جماعت دوستوں میں سے ایک دوست نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ تو ہمارے تین چار گاؤں کے جج تھے۔ اور ان کی وفات کی وجہ سے ہم ایک ایسے شخص سے محروم ہو گئے ہیں جس کو خدا تعالیٰ نے غیر معمولی طور پر قوت فیصلہ عطا کی تھی۔ باوجود اس کے کہ آپ کو غیر از جماعت ماحول میں بھی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ لیکن جماعت کا تعلق تمام دنیاوی تعلقات پر بالا تھا۔

آپ کی ایک نمایاں خوبی ضرورت مندوں اور غربا کی ضروریات کو پورا کرنا تھا۔ آپ کے پاس اکثر غیر از جماعت غربا اپنی ضروریات لے کر آجاتے اور آپ حسب حالات ضرور ان کی مدد کرتے کسی کو قرض کی ضرورت ہوتی تو خاموشی سے اسے قرض دیتے اور اگر کوئی مالی مدد کا طالب ہوتا تو بغیر کسی کو بتائے کچھ نہ کچھ ضرور اس کی مدد کرتے آپ کی وفات کے بعد ایک غیر احمدی دوست تشریف لائے۔ اور کہنے لگے کہ میں نے فلاں موقعہ پر آپ سے کچھ رقم لی تھی جو میں واپس نہیں کر سکا لیکن گھر والوں کو اس کا کچھ علم نہ تھا۔ خدمت خلق کے کاموں میں آپ پیش پیش تھے۔ رفاہ عامہ کا کوئی بھی کام ہوتا اس میں بڑے شوق اور دلچسپی سے حصہ لیتے آپ بعارضہ فالج چند روز بیمار رہنے کے بعد اللہ کو پیارے ہوئے لیکن جس وقت آپ پر فالج کا حملہ ہوا تو اس وقت بھی آپ گاؤں میں سکول کی تعمیر کے راستے میں حائل بعض مشکلات اور الجھنوں کو دور کرنے میں مصروف تھے۔ آپ کی عمر اسی (80) سال کے قریب تھی اور آخری عمر میں صحت کمزور ہو چکی تھی لیکن عزم اور ارادہ اسی طرح جوان تھا۔ میں نے بھی ایک دفعہ درخواست کی کہ آپ کی صحت کمزور ہو چکی ہے۔ اس لئے آپ لوگوں کے معاملات سلجھانے میں زیادہ دلچسپی نہ لیا کریں۔ کیونکہ آپ کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ فرمایا لوگ اپنے مسائل لے کر میرے پاس آجاتے ہیں میں سوچتا ہوں کہ اگر میری کوشش سے کسی کا معاملہ سلجھ جائے اور اس کے گھر کا سکون بحال ہو جائے تو شاید اس سے خدا تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تایا جان کو جنت میں جگہ دے اور آپ کے درجات بلند فرمائے اور ہم پسماندگان کو ان کی خوبیاں جاری رکھنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

اتوار-5-جنوری 1997ء

12-00	رات-جرمن پروگرام-
1-00	اردو کلاس-(نیا)-
2-00	تعلیم دین حق-روحانی خزائن-
3-00	بچوں کی ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ساتھ 97-1-4(دوبارہ)-
4-00	چینی زبان سیکھئے-
4-30	حکایات شیریں-(نیا)-
4-55	اگلی شفٹ کے پروگرام-
5-00	تلاوت-حدیث-خبریں-
5-30	چلڈرنز کارنر(دوبارہ)-
6-00	لقاء مع العرب-
7-00	ہمارے دوستوں سے ملئے-(دوبارہ)-
8-00	صبح-اردو کلاس-(دوبارہ)-
9-00	چینی زبان سیکھئے-
9-30	حکایات شیریں-
10-00	بچوں کی ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ساتھ 97-1-4(دوبارہ)-
10-55	اگلی شفٹ کے پروگرام-
11-00	تلاوت-حدیث-خبریں-
11-30	چلڈرنز کارنر(دوبارہ)-
12-00	دوپہر-سرائیکی پروگرام-ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ساتھ- 95-4-27
1-00	تعلیم دین حق-روحانی خزائن-
1-45	لقاء مع العرب-
2-50	اردو کلاس-(دوبارہ)-
3-50	بنگلہ پروگرام-
4-55	اگلی شفٹ کے پروگرام-
5-00	تلاوت-حدیث-خبریں-
5-30	چینی زبان سیکھئے-
6-00	مجلس سوال و جواب-حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ساتھ سویڈن کے مہمانوں کے ساتھ سویڈن میر 96-12-4
7-30	رات-ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ 97-1-5
8-30	اراؤنڈ دی گلوب حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کا انگلستان کا دورہ- (1978)
9-00	لقاء مع العرب-
10-00	البانین پروگرام-
10-55	اگلی شفٹ کے پروگرام-
11-00	تلاوت-حدیث-خبریں-
11-30	چلڈرنز کارنر- نظم مقابلہ ناصرات الاحمدیہ-

بقیہ صفحہ 5

میں ہر روز پی ٹی وی سے 9 بجے ہونے والے تماشہ کا شیدائی نہیں ہوں۔ کیونکہ اس وقت ہر رات بے عزت ہونا از حد مشکل کام ہے۔ اس لئے مجھے یقینی طور پر علم نہیں کہ پی-ٹی-وی نے ڈاکٹر سلام کی تدفین کے آخری لمحات کی تصاویر لی تھیں یا نہیں۔ لیکن میں یہ ضرور جانتا ہوں کہ وہاں کوئی پی ٹی وی کے کیمرے موجود نہیں تھے۔ اور اس لئے قوم تقریباً تیس ہزار کے قریب پاکستانیوں کو نہ دیکھ سکی جو کہ ملک کے پہلے اور شائد آخری نوبل لارئیٹ کو اپنا آخری سلام پیش کرنے کے لئے جمع تھے۔

حکومت کا احمدیوں کے ساتھ مسلسل چلنے والا جھگڑا ایک لمبا اور تلخ معاملہ ہے اور ہمارے جیسے معمولی قلم کاروں کو یہ زیب نہیں دیتا کہ اس کے غلط یا صحیح ہونے پر رائے زنی کریں۔ لیکن مجھے خیال آیا کہ کاش ہم صرف ایک دن کے لئے یہ نظرانداز کر دیتے کہ ڈاکٹر سلام کس جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ اور ان کو وہ عظمت دیتے جس کے وہ حق دار تھے۔ یہ اس لئے نہیں کہ انہوں نے یہ بہت زبردست انعام جیتا تھا۔ بلکہ بوجہ اس کے کہ وہ واقعی ایک عظیم انسان تھے۔ اور ایک نہ جھکنے والے محب وطن تھے۔ لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا۔ ہم نے بڑی کامیابی سے اپنی اخلاقی گراوٹ پر ایک اور نشان کا اضافہ کر لیا اور جو بڑی تیزی سے ہمیں ان قوموں کے قبرستان کی طرف لے جا رہی ہے جن کا کوئی ضمیر نہیں ہوتا اور اس لئے نہ ہی ان کا کوئی مستقبل ہوتا ہے۔

(دی نیوز 29 نومبر 1996ء)

بقیہ صفحہ 5

کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اس آب پاشی کے لئے کروڑوں گیلن پانی استعمال ہوتا ہے۔ اب اگر یہ پانی آلودہ ہو تو نتیجتاً اس پانی کے ذریعے جو سبزیاں یا دیگر فصلیں اگائی جائیں گی وہ بھی زہریلی ہوں گی۔

شور کی آلودگی اس میں تو کوئی شک نہیں کہ خاموشی سنہری اصول ہے لیکن شور تو سونا بنانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ہمارے ہوائی جہاز، ہماری کاریں، کشتیاں، ریل گاڑیاں، آرے اور گرد پمپ کرنے والے آلات سب چیزیں شور پیدا کرتی ہیں۔ اسی طرح تفریح کی جگہیں بھی ہاؤ وہو سے پر ہوتی ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ روپیہ بھی شور مچاتا ہے۔ اس طرح کے تمام شور شائد کچھ لوگوں کے لئے تکلیف دہ ہوں لیکن دوسروں کے لئے یہ شور تفریح کا سامان ہو سکتا ہے۔

ہم جب بھی آلودگی کا ذکر کرتے ہیں تو ہمارا ذہن فوراً مائع، گیس اور ٹھوس چیزوں سے پیدا ہونے والی آلودگی کی طرف جاتا ہے۔ ہم میں سے بہت تھوڑے ہوں گے جو یہ جانتے ہوں کہ شور وغل بھی ایک عام قسم کی آلودگی ہی ہے۔ لیکن یہ چونکہ اس قدر زیادہ مقدار میں موجود ہے اس لئے اسے نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔

شور ہر جگہ موجود ہوتا ہے۔ یہ نہ صرف غصہ دلانے والی چیز ہے بلکہ یہ خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر شور کی سطح بہت زیادہ اونچی ہو جائے تو اس سے ہماری قوت سماعت ضائع ہو سکتی ہے۔ بعض دفعہ یہ سر درد کا بھی باعث بن جاتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

سانحہ ارتحال

○ مکرم صوبیدار (ر) عزیز احمد صاحب C.M.H راولپنڈی میں بعمر تقریباً 50 سال مورخہ 15 دسمبر 1996ء کو بقضاء الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ ان کی تدفین داتہ ضلع مانسہرہ میں ہوئی۔ موصوف کی بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔

ولادت

○ مکرم مبارک احمد صاحب بھٹی محلہ دارالیمن شرقی ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 96-11-9 کو لڑکا عطا کیا ہے۔ یہ بچہ مکرم شریف احمد صاحب ڈھرھوی انسپکٹر وقف جدید کا نواسہ اور مکرم امیر علی صاحب بھٹی درویش قادیان کا پوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک خادم دین اور باعمر بنائے۔

دعائے نعم البدل

○ مکرمہ بشارت صادقہ صاحبہ حلقہ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی کی پوتی عزیزہ رمشا وددود بنت وددود احمد خان 19 اور 20 دسمبر کی درمیانی شب اچانک بیماری سے فوت ہو گئی۔ عزیزہ مکرم صدیق احمد خان آف راولپنڈی کی پوتی اور مکرم نذیر احمد جنجوعہ آف سیالکوٹ کی نواسی تھی۔ اللہ تعالیٰ والدین کو صبر جمیل اور نعم البدل سے نوازے۔

واقفینِ نو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفین نو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

عذرا تنویر بنت تنویر الدین صابر ربوہ

سائحہ کنول بنت نعیم احمد قبال ربوہ

بشیر احمد ابن مشتاق احمد نواں کوٹ ضلع شیخوپورہ

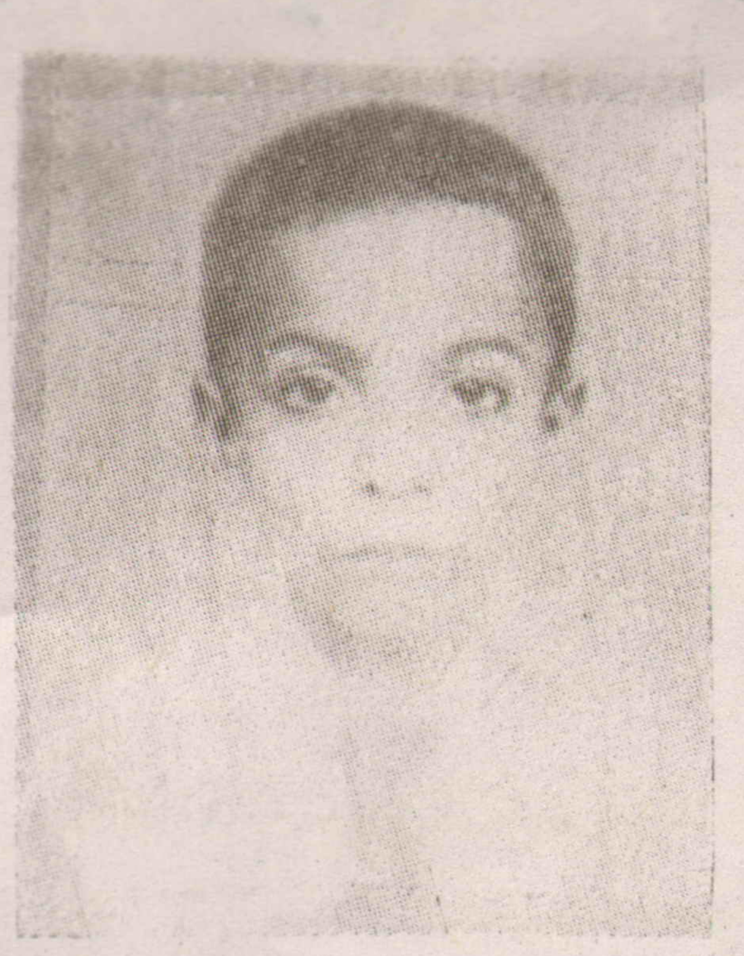
ذیشان ابن محمد انور شیخوپورہ

محمد رضوان طاہر ابن محمد اسحاق طاہر شیخوپورہ

توحید احمد ابن غلام نبی گوٹھ عبد السلام سندھ

نعمان ظفر ابن ڈاکٹر محمود احمد خالد ڈیرہ غازی خان

نعمانہ سلطان بنت ماسٹر رحمت علی ظفر ربوہ

عاطف محمود ابن حفیظ احمد چک 40-گ-ب فیصل آباد

ہے۔ اور اس کا تعلق ذہنی دباؤ سے بھی ہے اور ذہنی دباؤ کی وجہ سے فشار خون (ہائی بلڈ پریشر) بے خوابی، السر، معدہ کی تکالیف، ذہنی پریشانی، اور ان کے علاوہ بھی کئی علامات ظاہر ہو کر ہماری صحت کو بری طرح متاثر کرتی ہیں۔ اسے موت کا آہنگی سے پیغام لانے والا ہرکارہ کہا جا سکتا ہے۔

ان تمام آلودگیوں کی وجہ سے عام پبلک کی صحت دن بدن گر رہی ہے۔ اس خطرے کو کم کرنے کے لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے گھروں کے یا دیگر جگہوں میں پیدا ہونے والے فالتو کچرے کو مناسب طریق سے ٹھکانے لگائیں اس کام کے لئے ہمیں شائد نئے قوانین بنانے پڑیں۔ ہمیں انڈسٹری اور لوگوں کو بھی اس بات کی اجازت نہیں دینی چاہئے کہ وہ معصوم انسانی زندگی سے کھیلنے کی کوشش کریں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ تعلیم کے ذریعے لوگوں کی آگاہی کا معیار بلند کیا جائے۔ ماحول کو بچانے کی خاطر اس آگاہی کا مہیا کیا جانا ازحد ضروری ہے۔

اگر اس پیغام سے کوئی فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے تو نہ صرف اس کام کے کرنے کے لئے جو سہولیات ضروری ہیں وہ بہم پہنچائی جانی چاہئیں بلکہ اس سلسلے میں قوانین بھی لاگو کئے جانے چاہئیں تاکہ ایک مجموعی کوشش کے ذریعے ماحول کی اور خوراک کی آلودگی کو کم کیا جا سکے۔

آیئے ہم سب مل کر اس کرہ زمین پر موجود قیمتی زندگی کی حفاظت کریں۔

بقیہ صفحہ 1

رہتی۔ دوسرا مرحلہ تصرفات عالم کا ہے وہ اس کو مطلق نہیں ایک ذرہ پر اسے کوئی تصرف و اختیار نہیں۔ غرض ایک بے علمی اور بے بسی تو ساتھ ہی۔ پھر بد عملیاں ظلمت کا موجب ہو جاتی ہیں۔ انسان جب اولاً گناہ کرتا ہے تو ابتداً میں دلیر نہیں ہوتا ہے۔ پھر وہ امر بڑھ جاتا ہے اور رَین کہلاتا ہے۔ اس کے بعد مہر لگ جاتی ہے۔ یہ چھاپا مضبوط ہو جاتا ہے۔ قفل لگ جاتا ہے۔ پھر یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ بدی سے پیار اور نیکی سے نفرت کرتا ہے۔ خیر کی تحریک ہی قلب سے اٹھ جاتی ہے۔ اس کا ظہور ایسا ہوتا ہے کہ خیر و برکت والی جانوں سے نفرت ہو جاتی ہے۔ یا تو ان کے حضور آنے ہی کا موقعہ نہیں ملتا یا موقع تو ملتا ہے لیکن انتفاع کی توفیق نہیں پاتا۔ رفتہ رفتہ اللہ سے بُعد ملائکہ سے دوری اور پھر وہ لوگ جن کا تعلق ملائکہ سے ہوتا ہے ان سے بُعد ہو کر کٹ جاتا ہے۔ اس لئے ہر ایک عقلمند کا فرض ہے کہ وہ توبہ کرے اور غور کرے۔

(از خطبہ 31- جنوری 1903)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 4 - جنوری-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 8 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 30 درجے سنٹی گریڈ

○ نگران وزیر اعظم ملک معراج خالد نے کہا ہے کہ قیام پاکستان کے مخالفین متحد ہو رہے ہیں۔ اس لئے ملک دشمن قوتوں کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بننے کے لئے نئی قیادت لازمی ہے۔ کرپشن کے باعث کئی ادارے تباہی کے کنارے پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مہنگائی 'مایوسی' اور سماجی برائیوں کی واحد وجہ سماجی اقدار کی خلاف ورزی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نسلی اور فرقہ وارانہ بنیادوں پر خونریزی یہودیوں یا کسی دوسرے کی سازش نہیں بلکہ ہم خود اس کے ذمہ دار ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ایک مخصوص طبقہ چہرے بدل بدل کر ملک پر حکمرانی کر رہا ہے جو "سٹیٹس کو" کو برقرار رکھتا ہے۔

○ صدر فاروق احمد خاں لغاری نے چیف آف آرمی سٹاف جنرل جہانگیر کرامت سے ایوان صدر میں ملاقات کی۔ اس ملاقات میں بے رحم احتساب پر اتفاق رائے کا اظہار کیا گیا۔ جنرل جہانگیر نے کرپٹ افراد کی خلاف ٹھوس کارروائی نہ ہونے کی وجہ سے یہ عوام میں پیدا ہونے والی مایوسی پر صدر مملکت سے تبادلہ خیال کیا۔ بعض جماعتوں کے انتخابی بائی کاٹ اور تشدد کی لہر پر بھی غور کیا گیا۔

صدر نے کہا کہ احتساب اس لئے ست ہے کہ حکومت پھونک پھونک کر قدم رکھ رہی ہے تاکہ کوئی بے گناہ نہ پھنس جائے۔

○ صدر فاروق احمد خاں لغاری نے کہا ہے کہ حکومت اپنے پورے وسائل سے کام لیتے ہوئے پاک بحریہ کو ایک مضبوط خود کفیل اور موثر قوت بنانے کی ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ بارودی سرنگوں کا پتہ چلانے والے جہازوں اور آبدوزوں کی پاک بحریہ میں شمولیت سے ہمارا دفاع بہتر ہو جائے گا۔

○ پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن اور معزول وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے چیف جسٹس سپریم کورٹ سے مطالبہ کیا ہے کہ نگران وزیر اعظم معراج خالد اور نگران حکومت کے مشیر خزانہ کے خلاف توہین عدالت کا از خود نوٹس لیا جائے۔ انہوں نے چیف جسٹس کے نام خط میں لکھا کہ معراج خالد نے کراچی میں خطاب کرتے ہوئے اور شاہد برکی نے سینٹ کی کمیٹی میں بیان دیتے ہوئے کہا ہے کہ آئی ایم ایف کو بے نظیر حکومت بحال نہ کرنے کی یقین دہانی کر دی گئی ہے۔ مشیر کے بیان کی ریکارڈنگ بھی موجود ہے۔ حالانکہ میری درخواست ابھی تک زیر سماعت ہے۔

○ لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس احسان الحق چوہدری اور مسٹر جسٹس محمد عاقل مرزا پر مشتمل الیکشن ٹریبونل نے قرار دیا ہے کہ بینک نادہندگان سے واجب الادا رقوم کی وصولی میں دلچسپی نہیں لے رہے۔ بینکوں کی طرف سے نادہندگان کی جو مبہم فہرست بھیجی گئی ہے اس سے لگتا ہے کہ نادہندگان کو جان بوجھ کر تحفظ دیا جا رہا ہے۔ اگر بینکوں کی دلچسپی ہوتی تو وہ جامع فہرست مہیا کرتے ٹریبونل نے یہ ریمارکس بینکنگ کونسل کی طرف سے نادہندگان کی نامکمل فہرست کا نوٹس لیتے ہوئے کہی۔

○ معزول وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے سسر اور سابق رکن قومی اسمبلی حاکم علی زرداری کو ایف۔ آئی۔ اے نے گرفتار کر لیا ہے۔ گرفتاری کے بعد حاکم علی زرداری کو نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا گیا ہے۔

○ وزارت تجارت کی شکایت پر درج کی گئی شکایت پر سابق چیف سیکرٹری پنجاب بریگیڈئر اسلم حیات قریشی کو گرفتار کر لیا گیا ہے ان پر الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے بطور وفاقی سیکرٹری تجارت آصف زرداری کے حکم پر غیر قانونی اقدامات کئے اور قومی خزانہ کو بھاری نقصان پہنچایا۔ مزید الزام یہ ہے کہ انہوں نے کروڑوں روپے کی املاک بنائیں۔

○ تحریک انصاف کے سربراہ عمران خاں نے مسلم لیگ (ن) کے صدر میاں نواز شریف کے خلاف ایک ریفرنس چیف احتساب کمشنر کے پاس دائر کرنے کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ نواز شریف نے 5 ارب کے پلاٹوں کی غیر قانونی الاٹمنٹ کی جس کے ثبوت پیش کر دیئے گئے ہیں۔ بطور وزیر اعلیٰ نواز شریف نے صرف ایل ڈی اے کی سکیموں میں 3 ہزار سے زائد پلاٹ الاٹ کئے۔ سکولوں ہسپتالوں کے لئے مخصوص پلاٹ بھی حامیوں کو دے دئے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اب جوابی حملے کا آغاز کر دیا ہے میری کرداری کشی کرنے والے اب پناہ مانگتے پھریں گے۔ سرے محل کی مزید تفصیلات بھی جلد سامنے آئیں گی۔ انہوں نے مزید کہا کہ نواز شریف نے زرداری اور بے نظیر نے شہباز شریف کو پکڑ کر چھوڑ دیا۔ دراصل بات یہ ہے کہ یہ دونوں عوام کو بیوقوف بنا رہے ہیں۔

○ نگران وزیر اعظم ملک معراج خالد نے کہا ہے کہ اب انتخابات کسی بہانے ٹالے نہیں جا سکتے انہوں نے کہا کہ ہم نے پاکستان کا وجود بچانے کے لئے قرضے لئے اور عالمی مالیاتی اداروں کی شرائط پوری کرنے کے لئے بجلی اور گیس کے نرخ بڑھائے۔

○ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہ میاں نواز شریف نے کہا ہے کہ پاکستان میں یہودیوں کے ایجنٹ سرگرم ہو گئے ہیں اور اسرائیل کا پیسہ پاکستان آ رہا ہے جس کے ذریعے پاکستانی سیاست کا رخ موڑنے کی سازش کی جا رہی ہے۔

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ انہوں نے ایم کیو ایم پر زور دیا ہے کہ وہ انتخابات میں بھرپور حصہ لے یہ بات انہوں نے ایم۔ کیو۔ ایم کے وفد سے بات چیت کے دوران کہی انہوں نے وفد کو یقین دلایا کہ ایم کیو ایم کے ساتھ کوئی امتیازی یا متعصبانہ سلوک نہیں کیا جائے گا۔ اور اسے بھی وہی سہولتیں حاصل رہیں گی جو دوسری جماعتوں کو حاصل ہیں۔

○ بھارت نے جاسوسی کرنے پر دو امریکی سفارت کار نکال دیئے ہیں۔ ان دونوں پر بھارتی انٹیلی جنس کے ایک اہلکار سے خفیہ رابطوں کا الزام لگایا گیا ہے۔

○ اسرائیلی صدر نے اعلان کیا ہے کہ اسرائیلی ایر فورس دہلی میں دفتر کھولے گی اور کہا ہے کہ فوجی ماہرین تعاون کی منصوبہ بندی کریں۔

○ اسرائیلی صدر کے دورہ بھارت پر لیبیا کی حکومت نے احتجاج کرتے ہوئے افسوس کا اظہار کیا ہے کہ بھارت جانبدار تحریک کا رہنما ہے۔ اس لئے بھارت کی طرف سے اسرائیلی صدر کو دورے کی دعوت دینا افسوسناک امر ہے۔

○ فاروق عبداللہ کی قیام گاہ کے قریب بم دھماکہ میں 4۔ افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔

○ انڈونیشیا میں سیلاب سے 3 ہزار گھر تباہ ہو گئے ہیں۔

○ شام میں ایک مسافر بس بم دھماکہ سے تباہ ہونے کے نتیجہ میں 20 افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔

○ لیبیا کی ایک عدالت نے 6 فوجی افسروں کو گولی مار کر ہلاک کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان پر سی آئی اے کے آلات کی مدد سے جاسوسی کا الزام ہے۔

○ ایرانی حکومت نے ایران میں غیر ملکی ملازمین کو فارغ کر کے ایرانیوں کو بھرتی کرنے کا حکم دیا ہے۔

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ کراچی کے عوام سے ہونے والی زیادتیوں کے ازالہ کے لئے جلد ہی موثر اقدامات کئے جائیں گے۔ اور اب کوئی ظلم اور بے انصافی نہیں ہونے دی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ ایم کیو ایم کو عوام کا اعتماد رکھنے والی ایک بڑی جماعت کی حیثیت سے انتخابات میں حصہ لے کر قومی و صوبائی سیاست میں موثر کردار ادا کرنا چاہئے۔ صدر نے یہ باتیں ایم کیو ایم کے ایک وفد سے ملاقات کے وقت کہیں۔

ایک باموقع کوٹھی (کمرشل ایریا) برائے فوری فروخت

برلب سڑک' ساہیوال روڈ ملحقہ بیت الاقصیٰ رحمان کالونی نمبر 2 رقبہ 1 کنال 50x110 فٹ - تین بیڈ روم' اٹیچڈ باتھ روم' ڈرائنگ ڈائننگ روم TV لاؤنج' کچن' 3 سٹور روم' کار پورچ' برآمدہ' دو عدد گراسی لان علاوہ اس کے ایک عدد آفس 10x20 معہ دو عدد سٹور روم ہر قسم کے بزنس کے لئے نہایت موزوں۔
ٹیلی فون' پانی' بجلی' سوئی گیس موجود
برائے فوری رابطہ
ہومیو ڈاکٹر سلطان احمد مجاہد
رحمان کالونی نمبر 2 ربوہ

احمدیہ ٹیلیویژن اور ڈش کو اپنے گھر کی زینت بنا کر روحانی مائدہ سے فیض یاب ہوں اور واضح تصویر اور صاف آواز لینے کیلئے ہمیں مطلع کریں۔ • ریسیور کون سا ہے؟ • LNB کون سی ہے؟ • LNB کا درجہ کیا ہے؟ • ڈش کس سائز کی ہے؟ • اپنا فون نمبر اور گھر کا پتہ؟

شاہین پے ٹی وی کا اینٹنا اور ہر سائز میں ڈش اینٹنا اور اس کا سامان خریدنے کیلئے با اعتماد نام

عثمان الیکٹرونکس پٹیالہ گراؤنڈ مجاب بلڈنگ 1۔ لنک میکلوڈ روڈ لاہور

فون: 7231680 7231681 7223204 7353105

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر ہم عرصہ دراز سے آپکی اور آپکے مہمانوں کی خدمت میں عمدہ کھانا پیش کرتے رہے ہیں

• اب ایک اور انداز میں آپکی خدمت میں آئے ہیں • عمدہ کھانے بہترین کراکری میں پیش کرتے ہیں

— یاد رکھیں —

رشید برادرز ٹینٹ سروس

نزد خورشید یونانی دواخانہ
گولبازار ربوہ
پروپرائٹر: رشیدالدین ولد رفیع الدین

فون دوکان: 211584